حوان رُلفو کے ناول ''بنجر میدان'' کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Juan Rulfo's Novel 'Pedro Paramo'

شائستہ شریف

Abstract

The paper presents an analysis of Juan Rulfo's novel 'Pedro Paramo' in which the writer attempts to describe the mumbles of fast waning lower middle class of Mexican colonial society. It is evident that causes and effects of political, social and cultural changes, introduced by colonial settlers to attain their economic motives, can still be felt even after the end of colonial period. The study concludes that this twentieth century novel, keeping in view the precolonial, colonial past and post-colonial history of Mexico and the spirit of the era, seeks to give voice to the subdued segments of the society, while coming out of the effects of European literature. And the voice seems to challenge the power relations in Mexican society.

Keywords: Juan Rulfo, Pedro Paramo, Mexico, Colonial Society, Middle Class

اِس تحقیقی مقالے میں حوان رُلفو کے ناول بنجر میدان کا جائزہ لیتے ہوئے میکسیکو کے متوسط طبقے کے اُن مسائل کو موضوع بنایا گیا ہے جن کو کبھی نو آبادیاتی عہد اور کبھی نو آبادیاتی صورتِ حال نے آواز سے محروم رکھا۔ یہ بات طے ہے کہ مستقل نو آبادکاروں نے اپنے معاشی مقاصد کے حصول کے لیے جن سیاسی، معاشی اور ثقافتی تبدیلیوں کی بنا ڈالی اُن کے اثرات آج بھی محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ بیسویں صدی کے اِس ناول میں یورپی ناول نگاری کی روایت سے الگ راہ اختیار کرتے ہوئے میکسیکو کے قبل نو آبادیاتی اور نو آبادیاتی ماضی اور مابعد نو آبادیاتی تاریخ کے حامل معاشرے میں پسماندہ طبقات کو آواز دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ مزید براں یہ آواز میکسیکو کے معاشرے میں طاقت کے رشتوں پر سوالیہ نشان قائم کرتی ہے۔

حوان رُلفو میکسیکو کے صوبے خالیسکو میں ۱۶ مئی ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے جب میکسیکو میں دس سالہ خونی انقلاب اگرچہ اختتام پذیر تھا مگر اس کے اثرات کافی عرصے تک موجود رہے جو بعد ازاں ۱۹۲۶ء میں مذہبی بنیاد پر بغاوت کی صورت میں بھی نمودار ہوئے۔ دوسرے نو آبادیاتی ممالک کی طرح لاطینی امریکہ کو بھی مابعد نو آبادیاتی عرصے میں جبر، تشدّد، بغاوتوں، انتشار، لاقانونیت اور آمرانہ حکومتوں کا سامنا رہا۔ رُلفو کا تخیّل بھی انھی معاشی، معاشرتی اور سیاسی حالات سے مواد حاصل کرتا ہے۔ حوان رُلفو کو اُن کی ادبی خدمات پر ۱۹۷۰ء میں میکسیکو کا قومی

ادبی انعام ملا اور ۱۹۸۵ء میں میکسیکو کی نیشنل یونیورسٹی نے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دی۔ ۱۹۸۶ء میں حوان رُلفو کا انتقال ہو گیا۔ اِن کے ادبی اثاثے میں افسانوں کا ایک مختصر مجموعہ ’’جلتا میدان‘‘(El Hano en llamas)اور ایک ناول ’’پیڈرو پراموٗ‘‘ ہے۔ حوان رُلفو نے میکسیکو کے مابعد نوآبادیاتی مسائل کو جس جادوئی تکنیک سے اپنے ناول اور افسانوں میں بیان کیا وہی تکنیک آگے چل کر دُنیا بھر میں لاطینی امریکی ادب کا امتیاز ٹھہری۔ حوان رُلفو کے ناول پیڈرو پراموکا اُردو ترجمہ ’’بنجر میدان‘‘ کے عنوان سے احمد مشتاق صاحب نے کیا ہے۔ مذکورہ ناول میں جادوئی حقیقت نگاری کی تکنیک کا استعمال کرتے ہوئے مصنف نے مابعد نوآبادیاتی معاشرے کی الجھی ہوئی حقیقتوں کو گرفت میں لانے کی کوشش کی ہے۔ ایوری ایف گورڈون کہتے ہیں:

> ’’بھوت محض ایک مردہ یا گم شدہ شناخت نہیں بلکہ ایک سماجی علامت ہے اور اس کی تفتیش ایک ایسے گہرے مقام پر لے جا سکتی ہے جہاں پر تاریخ اور موضوعیت مل کر سماجی زندگی کی بنیاد رکھتے ہیں۔ بھوت یا بھوت نما یہ ایک ایسی صورت ہے جو ہماری اچھی تربیت یافتہ سمجھی جانے والی آنکھوں کے لیے گم شدہ یا بمشکل نظر آنے والی یا بظاہر غیر موجود حقیقت کو ہم سے یقیناً اپنے انداز میں متعارف کرواتی ہے۔‘‘[۱]

حوان رُلفو کا ناول بنجر میدان ایسے تباہ حال قصبے کا منظر نامہ پیش کر رہا ہے جس کی تباہی کے اسباب معاشرتی، مذہبی اور اخلاقی عوامل میں پنہاں ہیں اس قصبے کے باشندے مرنے کے بعد اپنی گزری ہوئی زندگی کی غفلتوں، گناہوں، پچھتاووں اور مظلومیت کا بوجھ اُٹھائے زمین اور آسمان کے درمیان معلق ہیں جب یہ سرگوشیوں میں اپنی اپنی کہانی بیان کرتے ہیں تو مشترکہ تاریخی عوامل کے ساتھ ساتھ داخلی سماجی رشتے بھی اس تباہی کے ذمہ دار ٹھہرتے ہیں۔ میکسیکو کے باشندوں کی تاریخ کا سب سے بڑا حوالہ تین صدیوں پر مشتمل اُن کا نوآبادیاتی ماضی ہے جہاں نوآبادیاتی نظام کی باقیات آزادی کے بعد بھی موجود رہیں۔ آزادی کا فائدہ محض طاقتور افراد اور طبقات کو پہنچا جو نوآبادیاتی دور میں طاقت کے نئے ذرائع اور اس کے استعمال کے نئے نئے طریقوں کے ساتھ پنپتے رہے جب کہ طاقت کے مراکز سے دور معاشرے کے حاشیے پر موجود طبقات طاقت کے ہتھکنڈوں سے غافل آلہ کار کے طور پر استعمال ہوتے رہے اور غیر موجود حقیقت کی طرح نظروں سے بھی اوجھل رہے۔ بنجر میدان کے مصنف نے انہی غیر موجود اور گم شدہ حقیقتوں کو دھندلا اور نامکمل ہی سہی مگر ایک وجود دینے کی کوشش کی ہے۔

ناول کا آغاز حوان پریسیادو کی کہانی سے ہوتا ہے، ناول میں تین بنیادی کہانیاں اور چھوٹی بڑی دوسری نامکمل کہانیاں شامل ہیں جن کی تکمیل قاری کی صوابدید پر چھوڑ دی گئی ہے۔

بسترِ مرگ پر موجود حوان پریسیادو کی ماں ڈولورستا بیٹے سے وعدہ لیتی ہے کہ وہ اپنے آبائی گاؤں جا کر اپنے باپ کو تلاش کرے گا دراصل یہ طاقت ور کے ظلم تلے پستے ہوئے اس حاشیاتی کردار کی بیٹے کے ذریعے سے طاقت

میں سے اپنا حصّہ وصول کرنے اور طاقت کے عمل میں شریک ہونے کی دم توڑتی ہوئی کوشش ہے۔ بہر حال پرسیادو کی خود کلامی اور بعد کے حالات و واقعات سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ پرسیادو اپنے باپ کی دولت وثروت اور شان و شوکت میں شریک ہونے کی خاطر کومالا کا سفر کرتا ہے۔حوان پرسیادو کو''کومالا'' اپنی ماں کی دکھائی گئی تصویر کے برعکس ویران اور بنجر نظر آتا ہے۔زندہ انسانوں کی بجائے اُس کی ملاقات ابینڈ یو،ایڈوی خس دیانا اور دامیانا کی روحوں سے ہوتی ہے۔ پرسیادو اس حبس زدہ قصبے میں اپنے باپ پیڈرو پرامو کی تلاش میں بھٹکتا رہتا ہے۔ بالآخر بھوک، ناتوانی اور خوف کے ہاتھوں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ پیڈرو پراموطاقت کی علامت ہے اور پرسیادو کمزور طبقات کا وہ نمائندہ جو اپنی حدود سے نکل کر صدیوں سے برقرار طاقت کے رشتوں میں مداخلت کی جرات کرتا ہے مگر اس جرات کا انجام ناکامی کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ ناول میں پرسیادو کی مخاطب اُسی کی قبر میں دفن درو شیا ہے جسے وہ کومالا میں داخل ہونے یہاں بھٹکتے روحوں سے ملنے اور پھر مرنے کی کہانی سناتا ہے۔

دوسری بڑی کہانی پیڈرو پرامو کی ہے جو ایک بڑی جاگیر''میڈیالُونا'' کا مالک ہے۔ پیڈرو کا تعلق اگرچہ جاگیردار خاندان سے ہے مگر اس کے باپ اور دادا کے مرنے کے بعد اُن کے معاشی حالات ٹھیک نہ رہے اُس کو وراثت میں جاگیر کے ساتھ ساتھ قرضوں کی ادائیگی کا بوجھ بھی ملا۔ پیڈرو نے ان قرضوں سے چھٹکارا حاصل کیا اور ایک بڑی جاگیر بنائی یہ الگ بات کہ اُس نے اس کے لیے ہر جائز و ناجائز ہتھکنڈہ اختیار کیا،جس خاندان کا سب سے زیادہ مقروض تھا اُن کی لڑکی سے شادی کر کے اُن کی جاگیر کا مختارِ کل بن بیٹھا، چھوٹے کسانوں کی زمینیں زبردستی اپنے نام کروائیں۔صرف معاشی ہی نہیں بلکہ اخلاقی بدعنوانی بھی پیڈرو کے کردار کا حصّہ تھی، اس نے قصبے کی عورتوں کا استعمال اپنی ملکیت میں موجود جاگیر کی طرح ہی کیا۔ ناجائز اولادیں پیدا کیں اور انہیں اپنے نام تک سے محروم رکھا سوائے ایک ناجائز بیٹے میگوئیل پرامو کے جس کی بے وقت موت نے پیڈرو کی سنگ دلی اور سفاکیت کو پہلا دھچکا پہنچایا اور دوسرا صدمہ سوزانیتا کی موت سے ہوا جس سے وہ بے پناہ محبت کرتا تھا۔سوزانا کی موت کے بعد پیڈرو نے اپنی جاگیر پر توجہ دینا چھوڑ دی آخر کار وہ اپنے ایک ناجائز بیٹے ابنڈیو کے ہاتھوں مارا گیا جو اپنی بیوی کی وفات پر اس کے کفن کے لیے باپ سے کچھ رقم مانگنے آیا تھا مگر جب انکار سننے کو ملا تو اس نے غصے میں آ کر اپنے باپ کو مار ڈالا۔

ناول میں تیسری کہانی سوزانا سان حوان کی ہے جو پیڈرو پرامو کی بچپن کی ساتھی تھی مگر وہ اوائل عمری میں ہی اپنے باپ کے ساتھ یہ گاؤں چھوڑ کر چلی گئی تھی جسے پیڈرو نے بعد میں بہت تلاش کیا مگر ناکام رہا۔سوزانا کی پہلی شادی فرینسیو نامی شخص سے ہوئی جو جنگ میں مارا گیا۔شوہر کی موت کے بعد سوزانا اپنا دماغی توازن کھو بیٹھی۔ جب پیڈرو کو ایک روز اُس کا پتہ ملا تو اُس نے باپ بیٹی دونوں کے لوٹنے کا انتظام کیا۔ پیڈرو سوزانا کے باپ کو مروا دیتا ہے اور خود سوزانا سے شادی کر لیتا ہے مگر سوزانا اپنے مرحوم شوہر کے خیالوں میں گم ایک روز اس دُنیا سے چل بسی اُس کی موت نے پیڈرو پرامو کو زندگی سے بیزار کر دیا۔

ناول میں یہ کہانیاں کو مالا میں بھٹکنے والی اُن روحوں کی سرگوشیوں میں گونجتی ہیں جو موت کے بعد عالم برزخ میں اپنے لیے دُعا کرنے والوں کو تلاش کرتی رہتی ہیں۔ رُلفو کا کو مالا صرف موت کے ذریعے قابل رسائی ہے۔

''جو ایسے گہرے وقفے یا خالی جگہیں پیدا کرتی ہے جن میں بیانیہ آوازیں ایک بدعنوان اور مہلک، پُرعیب معاشرے کی سرگوشیوں کی صورت میں موجود ہیں۔''[۲]

بنجر میدان میں موجود قصبے کی تباہی کی جو داستان ناول کے قاری کو حوان پرسیادو اور بیان کنندہ کی زبانی معلوم ہوتی ہے اُس کے کئی ٹکڑے ہیں اور ہر ٹکڑے کا راوی ایک الگ کردار ہے جو اپنے حصّے کی کہانی کو بیان کرتے ہوئے اُن پوشیدہ حقائق کو سامنے لانے کی کوشش کرتا ہے جو پیڈرو کی ذات میں باپ کی وفات کے بعد منتقل ہونے والی طاقت کا سُراغ فراہم کرتے ہیں۔ تاہم یہ طاقت پیڈرو کو وراثت میں ملنے والی جاگیر کی صورت میں نہیں ملی۔ اگر اس کا تعلق دولت یا جاگیر سے ہوتا تو شاید پیڈرو بھی باپ کی وفات کے بعد کسی گم شدہ حقیقت میں بدل جاتا۔ پیڈرو کی طاقت کا تعلق اُس اختیار کے ساتھ ہے جو اُس کو باپ کی موت کے بعد حاصل ہو گیا تھا جس کی بدولت وہ سیاہ وسفید کا مالک بن بیٹھا تھا۔ کومالا کے ایک چھوٹے زمیندار توربیو کی موت پیڈرو کے ملازم ڈون فل گور کے ہاتھوں ہوتی ہے جب وہ پیڈرو کے خلاف زمین کی حد بندیوں کی خلاف ورزی کی شکایت درج کرواتا ہے یہ بھول کر کہ کومالا میں سوائے پیڈرو پرامو کے کسی کا کوئی قانون نہیں چلتا اور وہی طاقت کا حامل ہے جسے طاقت کے استعمال میں مذہبی اور سماجی اداروں کی معاونت حاصل ہے۔ ناول میں جس معاشرے کی تصویر کشی کی گئی ہے اُس میں قانون طاقتور کی صرف معاونت ہی نہیں کرتا بلکہ طاقت ور کی خواہش ہی قانون کا درجہ اختیار کر لیتی ہے اسی لیے تو پیڈرو کہتا ہے ''کون سا قانون فل گور؟ آج سے ہم قانون ہیں۔''[۳]

پھر دروشیا جب حوان پرسیادو کو کسی کی آواز سننے پر بتاتی ہے:

''میں کیا جانوں؟ درجنوں میں سے کوئی ایک پیڈرو پرامو نے اتنے لوگوں کو مار ڈالا جو اُس شادی میں شریک تھے۔ لُوقس پرامو دلہن کو رخصت کرنا تھا اور وہ واقعی حادثاتی طور پر مرا تھا کیونکہ دلہا سے کسی کی دشمنی تھی اور چونکہ انہیں پتہ نہ چلا کہ وہ گولی کس نے چلائی تھی جس نے اُس کے باپ کی جان لی۔ پیڈرو نے سب کا صفایا کر دیا۔''[۴]

ناول کا یہ مرکزی کردار پیڈرو پرامو محض کومالا کا ایک جاگیردار نہیں جو وقت کے ایک مخصوص عرصے میں

چند کرداری خصوصیات کے ساتھ پیدا ہوا بلکہ اس نے زمان ومکان کے جس نقطے پر جنم لیا اس کی تشکیل میں تاریخ کا عمل دخل ماضی کی نسبت کہیں زیادہ گہرا نظر آتا ہے۔ یہ وہ لمحہ ہے جہاں:

''نیم جاگیردارنہ سماجی نظام کی زوال پذیر باقیات، پُرتشدّد انقلابات اور دیہاتوں سے شہروں کی طرف آبادی کے اخراج نے تمام میکسیکو میں آسیبی قصبوں کو پروان چڑھایا۔''۵

اینڈرسن نے ان آسیبی قصبوں کا تعلق جدیدیت کی طرف بڑھتی ہوئی زندگی کے ساتھ جوڑا ہے یعنی ایک طرف جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ ہو رہا ہے اور دوسری طرف بہتر زندگی اور سہولتوں کے لیے شہروں کی جانب انتقال آبادی نے اپنے پیچھے وقت کے روایتی پیمانوں سے بے نیاز ایسے خلا کو چھوڑا ہے جس میں داخلی پچھتاوے اور خارجی حالات کا جبر مل کر سرگوشیوں کو جنم دیتے ہیں مگر یہاں میکسیکو کی صورتِ حال میں آسیبی قصبوں کی تخلیق میں انہی عناصر پر انحصار کرنا کافی نہیں اس خطے کا تین صدیوں پر مشتمل نوآبادیاتی ماضی ہے اس سے بھی پیچھے چلے جائیں تو شاہ اسپین کے نمائندوں کی جانب سے طاقت کا بے دریغ اور پرتشدد استعمال ہے۔ مقامی لوگوں کو طاقت کے مرکز سے اُٹھا کر باہر پھینکنے کا عمل ہے، یہاں کے باشندوں کا بڑے پیمانے پر قتل، ان پر جبری مشقت کا بوجھ اور اس کے ساتھ ساتھ نوآبادکاروں کی طرف سے ایسے کلامیوں کا فروغ جس نے مایا اور ایزٹیک جیسے طاقتور قبائل کی علمی اور سیاسی برتری کا خاتمہ، ان کی زمینوں پر قبضہ اور ان کے وسائل کا استحصال آسان بنا دیا۔ نوآبادکاری مسلط کرنے والے یورپی ممالک نے جب جدیدیت کی طرف قدم بڑھایا تو ان کے ہاں یہ سفر تاریخ کے فطری عمل کا نتیجہ تھا مگر نوآبادیاتی ممالک میں جاگیردارانہ معاشرے سے سرمایہ داریت تک کا سفر تاریخی عوامل کے غیر فطری تعامل کے نتیجے میں رونما ہوا۔ نہ صرف نوآبادیاتی عہد میں بلکہ مابعد نوآبادیاتی عرصے میں بھی ان ممالک میں سرمایہ دارانہ نظام کے صرف وہی عوامل یا پہلو نظر آئے جو نام نہاد پہلی دُنیا میں سرمائے کے تحفظ اور عالمی سطح پر اُن کی طاقت میں اضافے میں مددگار تھے۔ یوں ناول ایک طرف میکسیکو کے معاملے میں مرکز اور حاشیے کے تضادات اور مرکزی طاقت کی عمل داری کو نمایاں کرتا ہے دوسری جانب عالمی سطح پر جہاں ترقی یافتہ یورپ اور نام نہاد پہلی دُنیا مرکز کی حیثیت رکھتی ہے اور ان کے پیش نظر نوآبادیاتی ممالک پر مشتمل حاشیائی دُنیا جس پر مرکز اپنی طاقت کے تصرّف کا اختیار حاصل کر چکا ہے کی تمثیل ہے۔

''میرا گھر دوسرے لوگوں کی چیزوں سے بھرا ہوا کباڑ خانہ ہے جب لوگ یہاں سے جانے لگے تو انہوں نے اپنا مال و اسباب محفوظ رکھنے کے لیے میرا گھر چُنا لیکن اُن میں سے کوئی ایک بھی اُسے واگزار کرانے کے لیے نہیں آیا۔''۶

ایڈوی خس دیانا کے یہ جملے سرمایہ دارانہ نظام کی بنیادوں پر کھڑی یورپ کی جدید زندگی کی تلچھٹ کو سنبھالے ہوئے میکسیکو کی سرگوشی معلوم ہوتے ہیں۔ میکسیکو جو اکثر یورپی نوآبادیوں کی طرح اُس فکر کے ارتقا سے محروم جو جدید زندگی تک کا سفر طے کرنے کے لیے ضروری تھی محض جدیدیت کا صارف ہے تو پھر کہا جا سکتا ہے کہ ان

ممالک میں ''فکراورٹیکنالوجی کی صارفیت'' کے درمیان جوخلیج پیدا ہوئی اُسی سے ''بنجر میدان'' کے کومالا جیسے قصبوں کا جنم ہوا۔

یہ ناول بیسویں صدی کی پانچویں دہائی میں وجود میں آیا جب میکسیکوسمیت تمام لاطینی امریکی ممالک میں نسلی بنیادوں پرطبقاتی تقسیم کاعمل تقریباًرک چکا تھا۔خالص نسلوں میں ملاوٹ کاجُرم وقت کی دھول میں گم ہوگیا تھا۔ دولت کی بنیاد پرمتوسط طبقہ وجود میں آرہا تھاجوبیسویں صدی میں سرمایہ دارانہ نظام کی ضرورت تھااور گزشتہ دور میں اسی سرمایہ دارانہ نظام کی بقاکے لیے نسلی تفاخر پرمبنی تقسیم ضروری تھی۔نوآبادیاتی نظام کے خاتمے کے بعدجس صورتِ حال کاسامنا کرناپڑااُس کی بڑی وجہ اُس نسلی تفاخر کاتسلسل بھی تھاجس کےٹوٹنے کاعمل سوسالوں پرمحیط ہےجس میں میکسیکولڑائیوں،جنگوں، انتشار، بدامنی، بغاوتوں اورآمریتوں سے گزرامگرکیا یہ ممکن ہے کہ سطح پر رونما ہونے والی تبدیلیاں ماضی سے یکسر منقطع ہوجائیں؟کسی خطے کےقومی لاشعور میں اُن کی موجودگی کسی نہ کسی ادبی اورفنی حوالے سے ظاہرہوتی رہتی ہےاوردبی ہوئی آوازیں کسی نہ کسی متن میں ظاہرہوکرمرکزکواپنی موجودگی کااحساس دلاتی ہیں۔

''شام کے وقت انڈین لوگوں نے اپنے برتن بھانڈے سمیٹے وہ اپنے بوجھل تھیلوں کوکمر پرلادے چلنے لگے وہ کنواری مریم سے دُعامانگنے کے لیے چرچ کے پاس رُکےاورتیزخوشبووالے پھولوں کے ایک گل دستے کا نذرانہ پیش کیا۔پھروہ اپانگو کی طرف روانہ ہوگئے۔اپنے گھروں کو جانے والے راستے پر''ایک اوردن''انہوں نے کہااورہنسی مذاق کرتے ہوئے اپنی راہ لگے۔''[۷]

ناول میں انڈین لوگوں کی مختصرموجودگی کی حیثیت علامتی ہے جومیکسیکو میں صدیوں کےظلم اوراستحصال کے بعدبھی مقامی وجود کے اثبات کی طرف اشارہ ہےجس طرح برصغیر میں ہزاروں سال قبل آریاؤں کی آمد نے دھرتی ماتا کے پجاریوں کوکہیں خانہ بدوش بناکراورکہیں شودرقراردےکرذات پات کی زنجیروں میں قید کیا تھامگرکسی مقام پرہی سہی اُن کا وجودمعاشرے میں موجودرہا۔اسی طرح تمام ترظلم اوراستحصال کے باوجودلاطینی امریکہ کے انڈین اپنی موجودگی کااثبات کرتے رہے یہی اثبات کومالا میں بسنے والے بھوتوں کی سرگوشیوں میں بھی موجود ہے ناول نگارنے ناول میں پسماندہ اورکمزورآوازیں سنانے کی کوشش کی ہے خواہ یہ آوازیں کناروں پررہ کرمرکز کی حسرت آمیزخواہش میں مبتلا ہوں یاہرحد سے باہرکہیں غیاب کی صورت میں موجود ہوں۔

''خیروہ تمام علاقہ میڈیالونا ہےایک سرے سے دوسرے سرےتک۔جہاں تک نظر جاتی ہے وہ اس زمین کے چپے چپے کامالک ہے۔''[۸]

کیا یہ جملے اس نوآبادیاتی ماضی کی بازگشت معلوم نہیں ہوتے جس میں اسپین بحرالکاہل اور بحراوقیانوس میں گھرے خطّے کے کونے کونے کا مالک تھا۔دوردراز ماضی کا حوالہ صرف یہ جملے ہی نہیں بلکہ ناول کاعنوان ''بنجر میدان'' بھی ہے یہ عنوان صرف حوان پرسیادو کے کومالا میں داخلے کے وقت کے بنجرپن کوہی نہیں ظاہرکرتا جس میں

مُردہ لوگوں کی روحیں اپنا اپنا جہنم اُٹھائے بھٹک رہی ہیں بلکہ اس بنجر پن کے سلسلے کو ماضی میں کومالا کی زندگی، کومالا کے باشندوں کے شب وروز، اُن کی مظلومیت اور اُن کے ظلم تک دراز ہیں۔ کومالا اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور مذہبی بنجر پن کا شکار رہا ہے۔ پیڈرو پراموکی دھونس زبردستی، فادر رینٹیریا، ایدوی خس دیانا، دروشیا، دامیانا اور فل گور کی خود غرضی اور پیڈرو کے ظلم میں معاونت نے کومالا کی زمینوں میں کڑواہٹ کو جنم دیا۔

''ہم ایک ایسے خطہّ زمین میں رہتے ہیں جہاں خُدا کے فضل سے ہر چیز اُگتی ہے لیکن جو چیز بھی اُگتی ہے کڑوی ہوتی ہے یہ ہمارا عذاب ہے۔''۹

اور عذاب کا یہ لمحہ کومالا کی پوری زندگی پر محیط ہے خواہ وہ زندگی اس طرف ہو یا یا وقت کے اُس پار۔ کسی بھی معاشرے میں جاری وساری اصول وقوانین، ضابطے، رسوم ورواج طاقت کا آلہ کار ہونے کے ساتھ ساتھ طاقت ور طبقے کے تشکیل کردہ بھی ہوتے ہیں، یہ اُس سماج کے انھی پہلوؤں کو اُجاگر کرتے ہیں اور وہی سچ دکھاتے ہیں جو اس نظام کے برتر طبقے کے طے کردہ ضابطوں کے مطابق ہوتا ہے۔ طاقتور کو کمک فراہم کرنے والے قوانین، مظلوم سے متنفر، اخلاقی ومذہبی ضابطے اور ظلم کے مددگار اصول اگر کسی معاشرے کی ساخت میں بنیاد کا کام دیں تو پھر آخری شکل میں بنجر میدان کے کومالا جیسے قصبے جنم لیتے ہیں جہاں معاشی اور معاشرتی سہارا چھن جانے کی صورت میں کوئی مذہبی یا اخلاقی سہارا بھی میسر نہیں آتا۔ حوان رُلفو نے اس زوال پذیر مذہبی ادارے کو بھی ناول میں بے نقاب کرنے کی کوشش کی ہے۔

''یہ سب میرا قصور ہے اس نے دل میں کہا جو کچھ بھی ہو رہا ہے کیونکہ میں ان لوگوں کو ناراض کرنے سے ڈرتا ہوں جو میری کفالت کرتے ہیں یہ سچ ہے ان کی وجہ سے میری روزی روٹی چلتی ہے مجھے غریبوں سے کچھ نہیں ملتا اور خدا جانتا ہے کہ دعاؤں سے پیٹ نہیں بھرتا۔''۱۰

یہ طاقت کے مرکز سے محروم ہونے والے کسی وجود کی آواز ہے۔ اس میں جھلکنے والا خوف اور اس خوف کے اسباب محض بیسویں صدی کے اوائل میں ہی تلاش کرنا چاہیں تو شاید ایک سطحی سی تصویر نظر آئے۔ اس خوف کی جڑیں ڈھونڈنے کے لیے بھی پندرھویں صدی تک کا معکوس سفر طے کرنا پڑے گا کہ جب لاطینی امریکہ کو نو آبادی بنانے کے لیے شاہ سپین اور رومن کیتھولک چرچ نے مل کر اپنے پیادے یہاں اتارے تھے۔ رومن چرچ نے ایک پروانے کے ذریعے خطے کے پانیوں اور ان میں گھرے ممالک پر سپین کو حق تصرف دے دیا...... یہ جانے بغیر کہ یہاں کے باشندوں کے حق زندگی کا قتل کس کے سر رہے گا...... بدلے میں چرچ نے یہاں کی دولت، اختیار اور عزت میں برابر کا حصّہ وصول کیا۔ یہ صورتِ حال ہمیشہ برقرار نہ رہ سکی اور آہستہ آہستہ طاقت کے اس کھیل میں چرچ شکست کھا گیا۔ انیسویں صدی کے اوائل میں فادر ہڈالگو کی بغاوت ناکام رہی، اک کشمکش تھی سو وقت کے ساتھ اُس کا خاتمہ ہو گیا، باقی رہی تو دریوزہ گری رہی جو محولہ بالا جملوں کے مطابق اپنی اُن ہی کوتاہیوں کا بھگتان ٹھہری جنھیں

تاریخ بڑی بے رحمی سے چھان پھٹک کر الگ کرتی ہے اور اُن پر اپنا فیصلہ سناتی ہے۔

موت بظاہر انسان کا رشتہ اس زندگی سے منقطع کر دیتی ہے۔انسان معاشرتی زندگی سے محروم ہو جاتا ہے اور وہ تنہا نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے، ایک قسم کی حقیقت سے دوسری طرح کی حقیقت میں منتقل ہو جاتا ہے جس سے ہم بے خبر رہتے ہیں۔کو مالا کے مُردہ کردار موت کے بعد اس تنہائی کے خلاف بھی مزاحمت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔یہ مزاحمت کو مالا کی فضاؤں میں سرگرشیوں کی صورت میں بکھری ہوئی ہے یہ مزاحمت اجنبیوں کے ساتھ بات چیت کرنے کی کوشش اور اُن کو اپنی موجودگی کا احساس دلانے کی شکل میں ہے۔کارل جیسپرز کے مطابق:

''تنہائی یا اکیلا پن وجود کی ایک حالت ہے جس میں ابھی تک میں نہیں ہوں۔اس عدم وجود یا نفی کی حالت سے میں حقیقت یا وجود کی حالت میں صرف بات چیت کرنے سے آسکتا ہوں۔''[۱۱]

جس طرح کو مالا کا عدم وجود وہاں کی روحوں کی بات چیت کے ذریعے سے وجود میں بدلتا ہے اسی طرح حوان رُلفو نے اس ناول میں مسلّمہ معیارات سے محروم کئی پوشیدہ حقائق کو وجود بخشا ہے۔ان غیر موجود یا پوشیدہ حقائق کو جو ایوری ایف گورڈون کے مطابق ہماری اچھی تربیت یافتہ آنکھوں سے اوجھل ہیں، فوکو نے ''محکوم علم'' کا نام دیا ہے جو معاشرے میں حاشیے پر اور بعض اوقات کہیں کسی کونے کھدرے میں موجود ہوتے ہیں جنہیں طاقت کے رشتوں پر مبنی معاشرتی ادارے یا سماجی تنظیم ہمیشہ پوشیدہ رکھتی ہے۔طے شدہ معیارات اور تسلیم شدہ حقائق طاقت کے ذریعہ ہیں۔تنظیمی ڈھانچے ہی معاشرتی، اخلاقی، مذہبی ضابطوں اور معیارات کے ضامن ہوتے ہیں۔ اگر اس سماجی تنظیمی ڈھانچے کو کسی طرح نقب لگانے میں کامیابی حاصل ہو جائے تو مسلّمہ ضابطے اور معیار جن کی قیمت محروم اور پسماندہ طبقات ادا کرتے ہیں بھی سوال کی زد پر آ جاتے ہیں۔بنجر میدان میں مصنف نے سماج میں طاقت کے اداروں کو تہہ و بالا کرنے کی کوشش کی ہے ان حاشیائی حقائق کو آواز دی ہے جن کو فوکو نے محکوم علم کہا ہے۔فوکو کے مطابق:

''جب میں محکوم علم کہتا ہوں تو میری مُراد دو چیزوں سے ہوتی ہے ایک طرف میں اُن تاریخی متون کا حوالہ دے رہا ہوں جو رسمی نظام سازی یا فعال ربط میں پوشیدہ یا دفن رہے ہیں...... دوسرے میرے خیال میں محکوم علم کچھ اور معنی کے طور پر سمجھا جانا چاہیے اور کسی بالکل مختلف مفہوم میں۔''[۱۲]

بنجر میدان میں کو مالا کے وہ باشندے جنہیں ان کی زندگی میں آواز نہ مل سکی مرنے کے بعد سرگوشیوں میں اپنی محرومیوں سے پردہ اُٹھاتے ہیں۔دروشیا جو حوان پرسیادو کی قبر میں دفن ہے اور جس کے ساتھ وہ محو کلام ہے دراصل معاشرے کا وہ مظلوم اور ٹھکرایا ہوا کردار ہے جسے پادری بخشش کے قابل سمجھتا ہے نہ معاشرہ عزت کا مستحق۔ حوان رُلفو نے دروشیا کی روح سے یہ الفاظ کہلوا کر مذہبی اور معاشرتی نظام کی سفاکیت کا پردہ چاک کیا ہے۔

''تم جانتے ہو کہ اوپر والوں کی باتیں کیسی عجیب ہوتی ہیں لیکن تم ان کے کہے ہوئے کو سمجھ سکتے

ہو۔ میں انہیں بتانا چاہتی تھی کہ یہ تو میرا پیٹ تھا جو بھوک اور کھانے کو کچھ نہ ملنے کی وجہ سے سُوکھ گیا تھا لیکن اُن ولیوں میں سے ایک نے میرے کندھوں کو پکڑا اور مجھے دروانے کی طرف دھکیل دیا۔ جاؤ زمین پر کچھ دیر اور آرام کرو، میری بیٹی، اور اچھا بننے کی کوشش کرو تا کہ برزخ میں تمہارے قیام کے عرصے میں کچھ کمی آئے۔''[۱۳]

دروشیا اپنی دیوانگی اور مفلسی کے ہاتھوں مجبور ہو کر جب اس سماج کو چھوڑنے کی کوشش کرتی ہے تو نو آبادیاتی معاشرے میں طاقت کا ایک اہم ستون مذہب اُسے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اُسے اُس کے فاقوں اور بھوک کی کہانی سنے بغیر وہیں واپس بھیج دیا جاتا ہے جہاں وہ ہمیشہ دھتکاری گئی۔ اُسی سماج میں جینے کے لیے اور اچھا بننے کے لیے جس نے اُس پر اپنے طے کردہ معیاروں کے مطابق برائی کا لیبل لگا دیا تھا۔ کیا دروشیا کا کردار جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کے سنگم پر کھڑے معاشرے میں اُس طبقے اور اُن حقیقتوں کی تمثیل بن سکتا ہے؟ جنہیں معاشرے کی بالائی سطح کے دباؤ سے نکلنے کا خال ہی موقع میسر آتا ہے۔ دروشیا جب حوان پر سیادو کو یہ بتاتی ہے کہ:

''تمہیں پا لینے کے بعد میری ہڈیوں نے اپنے آرام کے حصول پر کمر باندھ لی۔ میں نے سوچا، نہ کسی کو میرا پتا چلے گا نہ میں کسی کے لیے پریشانی کا باعث بنوں گی۔ تم دیکھ رہے ہو میں نے زمیں سے بھی جگہ نہیں چُرائی۔ انہوں نے مجھے تمہارے ساتھ قبر میں دفن کر دیا اور میں بالکل تمہارے خم بازو میں سما گئی۔''[۱۴]

تو غالباً یہ اُس پوشیدہ حقیقت اور سچائی کا اظہار ہے جس کو مسلّمہ سماجی معیار کبھی اظہار کی اجازت نہیں دیتے۔ حوان رُلفو نے اسی چھپی ہوئی حقیقت کو نہ صرف دروشیا کے کردار کے ذریعے واضح کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے جس طرح دروشیا نے اپنے لیے زمین سے علیحدہ کوئی جگہ نہیں لی اُسی طرح محکوم طبقات بھی طاقت کے مراکز میں کوئی وجود نہیں رکھتے۔ فوکو کہتے ہیں کہ ''محکوم علم غیر منظّم، غیر معیاری اور رد کردہ، سطحی اور کم تر علم ہوتا ہے۔''[۱۵]

معاشرے کے پست کرداروں کی غیر منظّم کہانیاں جو اپنی غیر منظّم صورت میں کہیں لکنت کا شکار ہیں اور کہیں آغاز و انجام سے بے خبر، حوان رُلفو کے قلم سے اظہار پاتی ہیں اگرچہ ان کہانیوں کے بیان میں حوان رُلفو نے کئی خالی جگہیں اور وقفے چھوڑے ہیں مگر یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک قسم کی طاقت کے استرداد میں دوسری قسم کی طاقت یا اتھارٹی کو قائم ہونے سے روکنا کیونکہ اگر فیصلہ صادر کر دیا جاتا یا انجام طے پا جاتا تو پھر وہی آمرانہ صورت حال مستحکم ہو جاتی ہے جسے غیر مستحکم کرنے کی کوشش مصنف نے اس ناول میں کی ہے۔ حوان رُلفو نے ''بنجر میدان'' میں حاشیے پر موجود ان تاریخی حقائق کو نمایاں کیا ہے جو تاریخ کے مسلّمہ معیاروں کے سامنے ہمیشہ نظر انداز ہوتے رہے ہیں پھر

ان حقیقتوں کا انکشاف چرچ کے اُس نظام کے ذکر میں ہوا جو ایک مفلس پادری کو پیسے لے کر گناہ گاروں کے لیے بخشش بیچنے پر مجبور کرتا ہے یا مذہبی اصولوں کا سوداگر بناتا ہے یا پھر اُن نسوانی کرداروں کی شکل میں جو دوہرے استحصال کا شکار ہیں۔ مقصد بہر حال طاقت کے مراکز پر سوال اُٹھانا ہے۔

حواشی:

۱۔ ایوری ایف گورڈون، Ghostly Matters، (لندن: یونیورسٹی آف مسیا چوسٹس پریس، ۲۰۰۸ء)، ص:۸

☆ "The ghost is not simply a dead or a missing person, but a social figure and investigating it can lead to that dense site where history and subjectinity make social life or the apparition is one form by which something lost, or barely visible, or seemingly not there to our supposedly well-trained eyes, makes itself known or apparent to us in its own way of course."

۲۔ سکاٹ ریان، Dying to Speak: Death and the Creation of a New Reader in the Latin American Novel، پی ایچ۔ڈی مقالہ، وینڈربلٹ یونیورسٹی، ۲۰۰۹ء، ص:۱۱ (https://etd.library.vanderbilt.edu)

☆ "Rulfo's comala is accessible only through death, which creats an imense gap, or lacuna, in which the narrating voices exist as echoes of a corrupt and fatally flawed society."

۳۔ احمد مشتاق (مترجم)، بنجر میدان از حوان رُلفو، (کراچی: شہرزاد، ۲۰۱۳ء)، ص:۶۰

۴۔ ایضاً، ص:۱۰۲

۵۔ ڈینی جے اینڈرس، تعارف، The Ghosts of Comala: Haunted Meaning in Pedro Paramo، تعارف، پیڈرو پراموازحوان رُلفو، (آسٹن: یونیورسٹی آف ٹیکساس پریس، ۲۰۰۲ء)، ص:۱

☆ "The decadent remnants of a quasi-feudal social order, violent revolutions, and a dramatic exodus from the countryside to the city all gave rise to ghost towns across Mexico."

۶۔ احمد مشتاق (مترجم)،بنجر میدان از حوان رُلفو،ص:۲۸۱
۷۔ ایضاً،ص:۱۱۰
۸۔ ایضاً،ص:۲۵
۹۔ ایضاً،ص:۹۴
۱۰۔ ایضاً،ص:۴۹
۱۱۔ کونستینو روڈریگز، Communication in Theory and the Problems of Communication According to Karl Jaspers، (ٹرائی پوڈ ڈاٹ کام،کونستینو پی ڈی ایف،۲۳ جون ۲۰۱۸ء)،ص:۲۵

☆ "Solitude or loneliness is a state of Existenz. I have not yet become myself. Froom this state of non-being or negation I can come to reality or myself only by taking a decision to communicate."

۱۲۔ مشل فوکو،Society Must Be Defended، (نیو یارک:ہیکاڈور،۱۹۹۷ء)،ص:۷

☆ "When I say "subjugated knowledge", I mean two things. On the one hand, I am referring to historical contents that have been buried or masked in functional coherences or formal systematizations..... second, I think subjugated knowledges should be understood as meaning something else and, in a sense, something quite different."

۱۳۔ احمد مشتاق (مترجم)،بنجر میدان از حوان رُلفو،ص:۸۲
۱۴۔ ایضاً،ص:۸۲۔۸۳
۱۵۔ مشل فوکو،Society Must Be Defended،ص:۷

ماخذ:

۱۔ احمد مشتاق (مترجم)،بنجر میدان از حوان رُلفو،کراچی:شہرزاد،۲۰۱۳ء۔
۲۔ ایوری ایف گورڈون،*Ghostly Matters*،لندن:یونیورسٹی آف مسیاچوسٹس پریس،۲۰۰۸ء۔
۳۔ ڈینی جے اینڈرس،تعارف، *The Ghosts of Comala: Haunted Meaning in Pedro*

Paramo ،تعارف، پیڈرو پراموازحوان رُلفو،آسٹن: یونیورسٹی آف ٹیکساس پریس،۲۰۰۲ء۔

۴۔ کونستینیو روڈریگز، Communication in Theory and the Problems of Communication According to Karl Jaspers ،ٹرائی پوڈ ڈاٹ کام،کونستینیو پی ڈی ایف،۲۳ جون ۲۰۱۸ء۔

۵۔ مشل فوکو، Society Must Be Defended ،نیویارک: ہیکا ڈور،۱۹۹۷ء۔

☆☆☆